کلمہ کی حفاظت کرنے والے کبھی مٹائے نہیں جا سکتے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱؍جنوری ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی درج ذیل آیات تلاوت کیں.

اَفَمَنۡ زُیِّنَ لَہٗ سُوۡٓءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ۫ۖ فَلَا تَذۡہَبۡ نَفۡسُکَ عَلَیۡہِمۡ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِمَا یَصۡنَعُوۡنَ ﴿۹﴾ وَ اللّٰہُ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰہُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحۡیَیۡنَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ کَذٰلِکَ النُّشُوۡرُ ﴿۱۰﴾

(فاطر:۹-۱۰)

اور پھر فرمایا:

گزشتہ چند سالوں سے پاکستان میں چند بے شعور ملّانوں نے اور حکومت نے لکھو کھہا احمدی مسلمانوں کو بزور شمشیر اسلام سے برگشتہ کرنے کی جو ناپاک کوشش شروع کر رکھی ہے اب یہ کوشش اپنے انجام کو پہنچ رہی ہے۔

بڑا ہی یہ بدقسمت دَور ہے اسلام کے لئے کہ گزشتہ تیرہ سو بلکہ چودہ سو سال میں اس سے پہلے یہ واقعات تو نظر کے سامنے آتے رہے کہ بعض لوگوں نے اسلام کا پیغام صحیح نہ سمجھا اور اسلام کی روح کو اور اُس کے مغز کو نہ پاسکے اور اسلام کے لئے یہ جائز سمجھ لیا کہ بزور شمشیر غیر مسلموں کو مسلم بنایا جا سکتا ہے اور تلوار کے زور سے کسی کے دل میں ایمان بھی داخل کیا جا سکتا ہے۔ یہ بدقسمت دور ایک

لمبے عرصہ تک ہمیں تاریخ میں نظر آتا ہے کہ اسلام کے پاک نام کی طرف جبر منسوب کیا گیا۔ لیکن جہاں تک مقصد کا تعلق ہے وہ مقصد اپنی ذات میں اعلیٰ اور پاک تھا اس مقصد کے حصول کا ذریعہ بہت ہی مکروہ تھا لیکن مقصد بہرحال یہی تھا کہ اسلام کا نام بلند کیا جائے اور تمام عالم میں اسلام کو پھیلایا جائے۔ اگر دلائل سے نہیں پھیل سکتا تو تلوار کے زور سے پھیلایا جائے اور توحید کو قائم کیا جائے اگر براہان اور حجت کے ساتھ توحید قائم نہیں ہوسکتی تو پھر بزور بازو یا نیزے کی اَنی میں پرو کر بھی اگر توحید دلوں میں داخل کی جاسکتی ہو تو دلوں میں داخل کی جائے۔

تو یہ ایک عجیب مثال ہے ایک نہایت پاک اور اعلیٰ مقصد کی خاطر ایک برے ذریعہ کو اختیار کرنے کی جس سے اسلام کلیتہً مبرا ہے مگر بہرحال آج کے دور میں ایک بالکل نیا واقعہ آپ کی آنکھوں کے سامنے گزر رہا ہے۔ تاریخ اسلام میں کسی اسلامی حکومت کی طرف سے پہلی بار یہ کوشش ہو رہی ہے کہ بزور شمشیر مسلمانوں کو مرتد کیا جائے، بزور شمشیر مسجدوں کو بے آباد کیا جائے، بزور شمشیر دلوں سے اسلام کی محبت نکالی جائے اور تلوار کے زور سے کلمہ طیبہ کے ساتھ روحوں کے تعلق کو منقطع کر دیا جائے۔ یہ دردناک واقعہ اس سے پہلے کبھی عالم اسلام میں نہیں گزرا تھا۔ ایک کربلا تو وہ تھی جس میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی پاکیزہ اولاد پر انتہائی مکروہ مظالم کئے گئے اور آج تک اسلام اس واقعہ کی یاد سے یا اہل اسلام اس واقعہ کی یاد سے روتے اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور ایک یہ کربلا کا دور ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے پیغام اس اعلیٰ مقصد کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ جس مقصد کی خاطر لاکھوں مسلمان اُس زمانہ میں بھی ذبح ہونے کے لئے تیار تھے اور آج بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی شکل میں یہ ہر کربلا کو قبول کر لیں گے لیکن کلمہ پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

آپ تصور کیجئے کہ آئندہ کا مؤرّخ کس طرح ان واقعات کو دیکھے گا اور کس تعجب سے ان واقعات پر نگاہ کرے گا کہ یہ اسلامی حکومت خواہ وہ بزور شمشیر ہی آئی ہو، خواہ وہ آمریت کے ذریعہ ہی مسلط کی گئی ہو مگر بہرحال وہ ایک اسلامی حکومت کہلاتی تھی، وہ ملّاں خواہ وہ اسلام کی روح اور مغز سے ناواقف ہو چکے ہوں مگر بہرحال اسلام ہی کی طرف منسوب ہوتے تھے، وہ کیسے اس بات پر آمادہ ہوئے کہ کلمہ توحید کو زبردستی مٹانے کا بیڑہ اٹھالیں اور اپنی ساری طاقتیں اس بات پر خرچ کر دیں کہ بعض لوگوں کو کلمہ کے ساتھ وابستہ نہیں رہنے دیا جائے گا اور کلمہ توحید کو جہاں تک بس چلے مٹا کر چھوڑا

جائے گا۔ یہ واقعہ ایک انوکھا واقعہ ہے جو اس سے پہلے کبھی رونما نہیں ہوا اور بڑے ہی بدنصیب وہ لوگ ہیں جن کا تاریخ میں نام کلمہ مٹانے والوں کے طور پر لکھا جائے گا۔ اس سے پہلے بھی کلمہ مٹانے والے گزرے تھے لیکن ان میں یہ اخلاقی جرأت ضرور تھی کہ وہ کہتے تھے کہ ہم کلمہ کے دشمن ہیں اور کلمہ مٹانا ہمارا مقصود زندگی ہے۔ لیکن اس قسم کی منافق قوم پہلے کبھی کسی نے نہیں دیکھی کہ کلمہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہوئے کلمہ کو مٹانا اپنی زندگی کا شعار بنالے۔ کلمہ کے نام پر ایک ملک قائم کیا گیا ہو۔ کلمہ کا واسطہ دے کر لوگوں سے ووٹ مانگے جارہے ہوں اور کلمہ کو مٹانا اپنی زندگی کا شعار بنالیا گیا ہو۔ یہ واقعہ اسلام کی تاریخ کا ایک ایسا منفرد اور ایسا مکروہ واقعہ ہے کہ آپ چاروں طرف نظر دوڑا کے دیکھیں آپ کو کہیں اس قسم کے واقعہ کا شائبہ بھی نظر نہیں آئے گا۔

ان امور پر نگاہ کر کے بسا اوقات بعض احمدی یہ سوچتے ہیں اور طبعاً ان کی یہ سوچ جائز معلوم ہوتی ہے کہ ان دو باتوں میں اتنا تضاد ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ ایک انسان واقعةً مومن ہو خدا پر اور اسلام پر ایمان رکھتا ہو اور ایسی مکروہ حرکات کرنے کا تصور بھی کر سکے اس لئے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہ سارے لوگ کلیةً یقینی طور پر دہریہ ہیں اور محض ایک فریب کاری ہے۔ اسلام کا نام اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ نہ اسلام سے ان کا تعلق ہے نہ خدا سے تعلق ہے لیکن اتنا بڑا الزام دھرنا کسی کی ذات پر یا کسی گروہ پر کہ وہ دل سے اس بات کا کلیةً منکر ہے جس کا اِدّعا کر رہا ہے یہ جرأت اختیار کرنے کی بھی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ نہ ہم اپنے لئے یہ پسند کرتے ہیں نہ کسی اور کے لئے یہ پسند کرتے ہیں کہ جو وہ دعویٰ کرتے ہیں اسکے برعکس کوئی دعویٰ ان کی طرف منسوب کریں۔ اگرچہ عقل کے لحاظ سے بظاہر یہی نتیجہ نکلتا ہو کہ ایسے لوگ اپنے دعویٰ میں یقیناً جھوٹے ہوں گے کیونکہ خدا کی ہستی پر ایمان لانے والے ایسا متضاد طریق اختیار نہیں کر سکتے۔ ناممکن ہے کہ کلمہ کی محبت کا بھی دعویٰ ہو اور کلمہ مٹانا اپنی زندگی کے عزائم میں داخل کر لیا گیا ہو۔

ان باتوں پر غور کرتے ہوئے قرآن کریم کی ایک آیت پر میری نظر پڑی تو یہ مسئلہ حل ہوا اور یہ وہی آیت ہے جس کی میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ کہ دنیا میں بعض ایسے بھی بیوقوف ہوتے ہیں جو نہایت مکروہ کام کرتے ہیں لیکن ان کا عمل اُن کو حسین دکھائی دیتا ہے۔ ان کا ہر برا عمل زینت دیا جاتا ہے، خوبصورت بنادیا

جاتا ہے فَرَاٰهُ حَسَنًا اور وہ اس کو حسین دیکھنے لگتے ہیں۔ جہاں تک انسانی فطرت کا تعلق ہے، عام انسانی مشاہدہ کا تعلق ہے ایسے واقعات بھی ہمیں نظر آتے ہیں مگر پاگلوں میں نظر آتے ہیں یعنی امر واقعہ یہ ہے کہ ایک آدمی دل کو بہلانے کے لئے کبھی یہ کہہ دیتا ہے کہ میرا یہ گھر محل کی طرح ہے، یہ جو میں نے کپڑے پہنے ہوئے ہیں یہ شاہی لباس ہے یا بچوں کو بہلانے کی خاطر ٹھیکریاں پکڑا کر اُن کو ہیرے اور جواہر بھی کہہ سکتا ہے لیکن یہ ساری باتیں ہوش وحواس رکھنے والے بھی یا خود اپنے نفس کو دھوکہ دینے کی خاطر استعمال کرتے ہیں یا دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور ہم عرف عام میں کہتے ہیں کہ یہ دل کا بہلاوا ہے اور اس میں حقیقت کچھ نہیں۔ لیکن بعض پاگل ہم نے ایسے بھی دیکھے ہیں کہ لوہے کی تار باندھی ہوئی ہے انگلی پر اور کہہ رہے ہیں کہ یہ ایک ملکہ کی انگوٹھی ہے جو ہمارے مقدر میں لکھی گئی تھی جو ہم نے اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں پائی تھی۔ پھٹے پرانے چیتھڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور اُن کو خلعت شاہی قرار دے رہے ہوتے ہیں۔ سر کے اوپر ایک بوسیدہ بدبودار ٹوپی پڑی ہوگی اور وہ بڑی عزت اور احترام سے اس کو ہاتھ لگائیں گے اور کہیں گے یہ شاہی تاج ہے جو ہمارے سر پر ہے۔ نہایت بوسیدہ حال میں، نہایت پراگندہ حال میں آپ کو ایسے بھی پاگل نظر آئیں گے جو بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ ہم ساری دُنیا کے بادشاہ ہیں اور ساری دنیا کے تاج اور مملکتیں اور ان کے تمام خزائن ہمارے قبضے میں دیئے گئے ہیں تو پاگل پن میں ایسا ہوتا ہے۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ بعض دفعہ مذہبی جنون یہ شکل اختیار کر لیا کرتا ہے اور تم یہ نہ سمجھو کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں بظاہر جھوٹے نظر آئیں گے یعنی ان معنوں میں جھوٹے کہ خود بھی جان بوجھ کر دھوکہ دے رہے ہیں، فرماتا ہے یہ خود اتنے پاگل ہو چکے ہوتے ہیں کہ ان کو نہایت مکروہ کام خوبصورت دکھائی دیتے ہیں اور یہ جو ان کا فعل ہے یہ بظاہر خواہ کتنا ہی حسین ان کو دکھائی دے رہا ہو خدا کی نظر میں ایک گمراہ کا فعل ہے اور اس کی پاداش سے یہ بچائے نہیں جائیں گے۔ یہ اعلان ہے جو قرآن کریم میں کیا جا رہا ہے۔ تو اس لئے میں ان احمدیوں کو جو اس فیصلے میں جلدی کرتے ہیں کہ عملاً دھوکہ دینے کی خاطر کلیۃً دھریہ لوگ ہیں جو محض اسلام کا نام استعمال کر کے دھوکہ دے رہے ہیں اور ان کے دل میں کچھ بھی نہیں، اتنا بڑا فتویٰ ان لوگوں کے متعلق صادر نہ کیا کریں۔ میں ان سے یہ کہتا ہوں کیونکہ دلوں

کا حال تو اللہ بہتر جانتا ہے اور اسی دلوں کے حال جاننے والے نے ہمیں خبر دے دی ہے، اپنے پاک کلام میں کہ جہاں تک دعویٰ کا تعلق ہے تم وہیں تک رہا کرو اس سے آگے نہ بڑھا کرو۔ دلوں کا حال میں بہتر جانتا ہے اور میں تمہیں باخبر کرتا ہوں کہ مذہبی دیوانے بعض ایسے بھی پاگل ہوتے ہیں کہ نہایت مکروہ اور بد کام کرتے ہیں، نہایت بھیانک اعمال رکھتے ہیں اور سمجھ رہے ہوتے ہیں اپنی بیوقوفی میں کہ ہم بہت ہی اچھے کام کر رہے ہیں۔

پس مذہبی دنیا کی تاریخ پر جب آپ نظر ڈالتے ہیں اور حق اور باطل کی جنگ کا مطالعہ کرتے ہیں تو دونوں طرف اسی قسم کے دیوانے دکھائی دینگے اور یہ عجیب منظر نظر آئے گا کہ ہر شخص دوسرے کو دیوانہ کہہ رہا ہوتا ہے۔ انبیاء کو ان کے مخالفین دیوانہ کہہ رہے ہوتے ہیں اور خدا کہتا ہے کہ انبیاء کے مخالفین دیوانے ہیں اور اسی مضمون کو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یوں بھی بیان فرماتا ہے:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾

(البقرہ:۱۴)

کہ جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ ایمان لے آؤ جس طرح لوگ ایمان لا رہے ہیں تو جواب میں یہ کہتے ہیں کہ کیا ہم اُسی طرح ایمان لے آئیں جیسے یہ بیوقوف، یہ پاگل ایمان لا رہے ہیں، ان سے کہہ دو کہ تم خود ہی دیوانے ہو تم خود ہی بیوقوف ہو اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ السُّفَهَآءُ خدا یہ اعلان کرتا ہے کہ خبردار یہ خود ہی بے وقوف اور دیوانے لوگ ہیں لیکن ان کو علم نہیں۔ تو وہاں بھی لَّا يَعْلَمُوْنَ کہہ کر اُن کے دعویٰ کو اس رنگ میں نہیں جھٹلایا کہ جھوٹ بول رہے ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ ہیں دھوکے میں مبتلا، بیوقوف تو بہت بڑے ہیں لیکن پتہ نہیں کہ ہم بیوقوف ہیں۔ تو ایسا بیوقوف جس کو یہ نہ پتہ ہو کہ میں بیوقوف ہوں اس کا انجام اس سے زیادہ بد ہوا کرتا ہے جس کو پتہ ہو کہ میں ایک غلط کام کر رہا ہوں اور اس بد انجام سے وہ اس لئے بچ نہیں سکتا کبھی کہ مجھے علم نہیں تھا کہ میں بیوقوف ہوں۔ بیوقوفی کی لاعلمی ایک بہت بڑی بلا ہے۔ اپنی جہالت کا شعور نہ رکھنا جہالت میں اضافہ کرنے کا موجب بنا کرتا ہے۔ جو لوگ بیچارے سادہ مزاج ہوں اور منکسر مزاج بھی ہوں بسا اوقات وہ جانتے ہیں کہ ہم سادہ مزاج ہیں اور تسلیم کر لیتے ہیں کہتے ہیں بھئی ہمیں تو زیادہ پتہ نہیں اگر ہم سے غلطی ہو گئی تو معاف

کر دینا، غلطی ہوگئی تو ہماری رہنمائی کر دینا۔لیکن بعض بدقسمت بیچارے نہایت بیوقوف ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو بہت چالاک سمجھ رہے ہوتے ہیں اوران کا انجام ہمیشہ عام بیوقوفوں کی نسبت بہت زیادہ بدہوتا ہے۔

تو قرآن کریم ایک عظیم کتاب ہے، حیرت انگیز ہے عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ کا کلام ایسا دل کی باریکیوں پر نگاہ رکھتا ہے اور ایسے ایسے رازوں سے ہمیں مطلع کرتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور روح عش عش کر اٹھتی ہے اور بعض غلطیوں سے ہمیں بچاتا ہے جو بڑی خطرناک ہیں۔ایک طرف ہم جب کہتے ہیں کہ ہم کلمہ پڑھتے ہیں، جب ہم کہتے ہیں کہ ہم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عاشق اور دیوانے ہیں تو تمہیں کیا حق ہے یہ کہنے کا کہ ہم نہیں ہیں اور دوسری طرف جلدی میں ان لوگوں کو جو اسلام کے علمبردار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں جھوٹے اور دھریہ اور مرتد اور ہر بات کہہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے دل میں کچھ بھی نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دل میں ضرور کچھ ہے ہم تمہیں بتادیتے ہیں کہ وہ کیا ہے۔تمہیں یہ حق کوئی نہیں ہے کہ دعویٰ کا انکار کرو لیکن انسانی فطرت کے راز ہم تمہیں سمجھاتے ہیں ان کو سمجھ لو اور پھر صحیح بات کیا کرو۔ان کو یہ بتاؤ کہ تم ان بدقسمتوں میں سے ہو اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ بڑے ہی بیوقوف ہو گند کے اوپر بیٹھے ہوئے ہو اور سمجھتے ہو کہ ہم عطر کی دکان سجائے بیٹھے ہیں، بوسیدہ چیتھڑے پہنے ہوئے ہو اور سمجھ رہے ہو کہ خلعت فاخرہ میں ملبوس ہیں، سر میں گند پڑا ہوا خاک آلودہ بال اور چیتھڑے کی ٹوپی پہنی ہوئی ہے اور سمجھ رہے ہو کہ تاج شاہی ہمارے سر کا لباس ہے۔تو فرمایا یہ ان بدنصیبوں میں ہیں تم ان کے اوپر اپنے فیصلوں میں جلدی نہ کرو، اللہ ان کے حال سے باخبر ہے اور ان کا انجام وہی ہوگا جو ایسے دیوانوں کا ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔

انجام کی خبر عجیب رنگ میں دی۔ یہاں آیت کے اس حصہ کے بعد یہ نہیں فرمایا کہ یہ بڑے بدانجام کو پہنچیں گے، یہ نہیں فرمایا کہ یہ لوگ تباہ و برباد کر دیئے جائیں گے بلکہ اچانک آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ اے محمد ﷺ! تیرا نفس ان پر حسرتیں کرتا ہوا ہلاک نہ ہو جائے۔اتنا شدید غم ہے تجھے ان لوگوں کا اوران کی حرکتوں کا کہ تو اپنی فکر کر، مجھے تیری فکر ہے۔ یہ تو ہلاک ہوں گے بہر حال تو ان کی ہلاکت کے غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر رہا ہے۔کتنا عظیم کلام ہے کس طرح بیچ کے ایک طبعی نتیجہ کو چھوڑ کر حضرت محمد

مصطفی ﷺ کے دل پر نگاہ کر کے اللہ تعالیٰ اپنے پیار اور محبت کا اظہار فرماتا ہے اور ایک عظیم الشان دادِ تحسین دیتا ہے۔ فرماتا ہے جب ہم ان لوگوں کی باتیں کرتے ہیں تو ہمارے اس بندے کو اس بات سے خوشی نہیں ہوتی کہ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے، اتنا شدید غم پہنچتا ہے ان کی ہلاکت کے متعلق جو ایک طبعی نتیجہ کے طور پر ظاہر کیا گیا ہے یعنی یہ تو سوال ہی نہیں کہ ہلاک نہیں ہوں گے ہلاکت تو مقدر ہے، فرمایا محمد مصطفی ﷺ ہمارے اس بندے کا حال یہ ہے کہ ان کی ہلاکت کے تصور سے وہ غمگین ہو جاتا ہے، اس کے دل میں حسرتیں اٹھتی ہیں کاش یہ لوگ کسی طرح سمجھ سکیں۔ کاش یہ لوگ ہلاکت کی طرف اس طرح نہ بڑھ رہے ہوتے جس طرح یہ باگیں تڑوا کر کوئی جانور بھٹکتا ہوا ایک ہلاکت کے گڑھے کی طرف جا رہا ہو۔ لیکن ساتھ ہی اگلی آیت میں ایک نہایت لطیف اشارہ اس بات کی طرف بھی فرما دیا کہ ضروری نہیں کہ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں اور انہیں ہدایت نصیب نہ ہو جیسا کہ پہلی آیت میں ہی فرمایا تھا فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ۔ آگے ایک خوشخبری بھی عطا فرمائی۔ فرمایا ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ بچا لئے جائیں یعنی ان معنوں میں بچا لئے جائیں کہ ان میں سے بہتوں کو سمجھ آ جائے وہ اپنی ان بیوقوفیوں سے باز آ جائیں وہ ہلاکت کے رستہ پر چلنے سے رک جائیں چنانچہ فرمایا:

وَاللّٰهُ الَّذِىۡۤ اَرۡسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيۡرُ سَحَابًا فَسُقۡنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحۡيَيۡنَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوۡرُ ۝۱۰ (فاطر: ۱۰)

اے محمد ﷺ! ہم تیرے دل کے حال سے خوب واقف اور آشنا ہیں اور تیرے دل کی جو حسرتیں ہیں ان کو ہم اس طرح قبول فرماتے ہیں اور ان کا اس طرح ازالہ کریں گے کہ ہم تجھے بتاتے ہیں کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شہر ایک بستی مر چکی ہوتی ہے پانی کے بغیر، کوئی اس میں زندگی کے آثار نظر نہیں آتے۔ پھر اللہ تعالیٰ رحمت کی ہوائیں چلاتا ہے اور ان رحمت کی ہواؤں کے نتیجہ میں فضا میں بادل اُڑتے ہوئے اس بستی کی جانب بڑھتے ہیں۔ فَسُقۡنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ ہم ان کا رخ ان مردہ بستیوں کی طرف پھیر دیتے ہیں ان ہواؤں کا اور ان رحمت کے بادلوں کا۔

فَاَحۡیَیۡنَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا پھر اُس علاقے کو جسکے مقدر میں ہم نے زندگی رکھ دی ہو، جسے ہم نے اپنی رحمت سے دوبارہ زندہ کرنے کا فیصلہ فرمالیا ہو، وہ بادل سیراب کرتے ہیں اور دیکھتے دیکھتے تمہاری نظر کے سامنے یہ عجیب معجزہ گذرتا ہے کہ مردہ لوگ جی اُٹھتے ہیں اور صدیوں سے جو قبروں میں پڑے ہوئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نئی زندگیاں پا کر قبروں سے باہر نکلنے لگتے ہیں۔فرمایا کَذٰلِکَ النُّشُوۡرُ اسی طرح ان مردہ لوگوں کا نشور ہوگا، ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں۔ عظیم الشان محبت اور پیار کا اظہار ہے اور کیسے پیار سے تسلی دے دی گئی کہ ہم تجھے جو یہ کہتے ہیں کہ غم نہ کر تو محض اس لئے نہیں کہ مرنے دوان کو اور غم نہ کرو بلکہ ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ہم نے تمہاری گریہ وزاری کو سنا، تمہارے دل کے غم پر نگاہ فرمائی اور اسے قبولیت کا درجہ بخشا اور ہم تجھ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ مردوں کو زندہ کریں اور دراصل یہ تیرے دل کی آہوں کا اثر ہے کہ جس کے نتیجہ میں رحمت کے بادل ان پر برسنے والے ہیں۔ پس زندگی کا نسخہ بھی ساتھ ہمیں بتادیا۔قوم کی نفسیات کا تجزیہ بھی کردیا اور صحیح طریق بتایا کہ کس طرح اس قوم کی تم مدد کر سکتے ہو۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے بھی کوئی مایوسی کی وجہ نہیں ہے ۔لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ (الزمر:۵۷) لَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ (یوسف:۸۸) ہرگز اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ ہرگز یہ وہم بھی دل میں نہ لاؤ کہ معاملہ ہاتھ سے اس طرح نکل چکا ہے کہ اب اس قوم کے بچنے کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ جو لوگ اس قسم کے فیصلوں میں جلدی کردیتے ہیں وہ بہت بڑی بڑی کامیابیوں سے محروم رہ جایا کرتے ہیں اس لئے مومن کا یہ کام ہے کہ آخر وقت تک اپنی جدوجہد کو جاری رکھے اور اپنی امیدوں کو منقطع نہ ہونے دے اور دعاؤں کے ذریعہ اور صبر کے ذریعہ اور نیک نصیحت کے ذریعہ اپنی ذمہ داریوں کو آخر دم تک ادا کرتا رہے۔جس طرح سپاہی وہی اچھا لگتا ہے جو آخر وقت تک لڑتا ہوا میدان میں مارا جاتا ہے پھر اس کی موت بھی زندگی بن جاتی ہے اور اس کی زندگی بھی زندگی ہوا کرتی ہے۔

پس الٰہی جماعتوں کی بھی یہی شان ہوا کرتی ہے کہ وہ آخر وقت تک اپنے پیغام سے غافل نہیں رہتے۔ اپنے فرائض کو ادا کرتے چلے جاتے ہیں اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ ہم میں سے ہر ایک ان اعلیٰ نتائج کو دیکھ سکے گا یا نہیں جن کے وعدے ہم سے کئے جاتے ہیں اس لئے اس دور میں

جماعت احمدیہ کا یہ فرض ہے کہ وہ تمام دنیا میں کلمہ توحید کی برتری کے لئے ، اس کی سربلندی کے لئے اپنے وجود کا ذرّہ ذرّہ صرف کردے۔ کلمہ کا ورد کرے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی توحید کے گن گائے۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر بکثرت درود بھیجے اور توحید کے قیام کے لئے اپنی کوششوں کو تیز تر کردے۔ یہی جواب ہے اور جب عملاً ہم کلمہ سے محبت کا اس رنگ میں اظہار کریں گے کہ اگر ایک جگہ کوشش کی جارہی ہے کہ ہم سے کلمہ کو چھین لیا جائے تو ہزار جگہ ہم کلمے کے جھنڈے کو بلند کر کے اس کوشش کو ناکام کر رہے ہوں گے اور اگر ہمارے دلوں میں واقعۃً حسرتیں ہوں گی ان لوگوں کے لئے۔ ان کی ناپاک کوششوں پر تکلیف تو ہوگی لیکن ان کی ہلاکت پر پھر بھی حسرت نہیں ہوگی ، اگر ہم اس نیک جذبے کو اپنائیں گے اور اس سنت محمد مصطفی ﷺ کو زندہ کریں گے تو یقین رکھیں کہ سنت محمد مصطفی ﷺ کو زندہ کرنے والوں کو خدا نے کبھی مرنے نہیں دیا ، آپ کے ساتھ بھی یہی ہوگا۔

یہ عجیب دور ہے کہ تضاد پر تضاد بڑھتا چلا جارہا ہے اس ملک میں اور ان کو کوئی سمجھ نہیں آرہی کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں اور کر کیا رہے ہیں۔ ابھی چند دن ہوئے ایک یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اس ملک میں یعنی پاکستان میں مشرکوں کی کوئی جگہ نہیں۔ بالکل سچ ہے جو ملک کلمہ توحید کی خاطر بنایا گیا ہو اس میں مشرکوں کی کوئی جگہ نہیں ہونی چاہئے لیکن مشرک کون تھا وہ جو کلمہ کی خاطر جانیں دے رہا تھا یا وہ جو کلمہ مٹانے کے درپے تھا۔ مشرک دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ وہ مشرک جو بُت بناتے ہیں اور اُن کی پوجا کرتے ہیں ، اپنے نفس کی خواہشوں کو خدا بنالیا کرتے ہیں اور ان کی عبادت کرتے ہیں لیکن اپنے کام سے کام رکھتے ہیں وہ لوگ بھی یقیناً خدا کے غضب کا مورد بنتے ہیں لیکن کچھ بدقسمت ایسے بھی مشرک ہوا کرتے ہیں جو شرک کے انتہائی مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ وہ صرف بُتوں کی عبادت نہیں کرتے ، وہ صرف خود اپنے آپ کو خدا بنوانے کی کوشش نہیں کیا کرتے بلکہ سچے خدا کی بادشاہی کو تباہ کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ وہ کلمہ توحید کو برداشت نہیں کر سکتے اور اپنی ساری کوششیں اس بات پر خرچ کرتے ہیں کہ کسی طرح کلمہ توحید کو مٹایا جائے ایسے مشرکوں کا حال بدتر ہوا کرتا ہے۔

پس آج یہ عجیب واقعہ گزرا ہے کہ توحید کے نام پر کلمہ کی حفاظت کا کام تو ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے اور کلمہ کو مٹانے کا کام حکومت نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور کثرت کے ساتھ ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں کہ حکومت کے دباؤ کے نتیجے میں حکومت کے کارندے زبردستی احمدیہ مساجد

اور احمدیہ گھروں سے کلمے مٹا رہے ہیں بلکہ اب تو دکانوں پر بھی کہیں کلمہ لکھا ہوا نظر آ جائے تو حکومت کے کارندے پہنچ جاتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں ہمیں ہمارے خدا کا یہ حکم ہے کہ کلمے کو مٹا کے چھوڑو۔ کہتے تو نہیں ہیں کہ ہمارے خدا کا حکم ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ ہم مجبور ہیں۔ ہم اپنی روزی سے مجبور ہیں۔ ہمیں ہمارے سربراہ حکومت کا حکم ہے کہ کلمہ مٹا کے رہو۔ دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ تمہارا رازق خدا ہو گا لیکن ہمارا رازق تو یہ سربراہ حکومت ہے جس کے حکم سے ہم سرمو بھی انحراف نہیں کر سکتے اگر ہمیں کلمہ مٹانے کے لئے بھی کہے گا تو ہم کلمہ مٹائیں گے لیکن بہر حال اس حکومت کی اطاعت سے باہر نہیں جائیں گے۔

یہ عجیب فیصلہ ہے، نہایت ہی بدقسمتی کا فیصلہ ہے لیکن بہر حال یہی فیصلہ ہے جو اکثر جگہ ہو رہا ہے۔ بہت کم ایسے واقعات آ رہے ہیں نظر کے سامنے جہاں بالآخر حکومت کے کارندے نے کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ ٹھیک ہے اگر یہی بات ہے تو پھر جو چاہے حکومت کر لے ہم واپس جا رہے ہیں ہم اس کلمہ کو نہیں مٹائیں گے کسی اور کو بھجوا دو اور ہمیں فارغ کر دو۔ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ لیکن ایسے واقعات تھوڑے ہیں۔ زیادہ تر تعداد بہت بڑی تعداد میں حکومت کے کارندے کلمہ مٹانے کو برا سمجھتے ہوئے، جانتے ہوئے کہ ایک نہایت مکروہ فعل ہے، نہایت ہی شیطانی فعل ہے، مُشرکانہ فعل ہے پھر بھی وہ حکومت کے دباؤ کی مجبوری سے یا اپنے رزق کی فرضی حفاظت کے لئے وہ اس بدعمل پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور یہ عجیب حکومت ہے کہ جو بظاہر یہ کہہ رہی ہے کہ مشرکوں کی یہاں جگہ نہیں مگر ساری قوم کو مُشرک بنا رہی ہے۔ جب یہ صورتِ حال ہو کہ سربراہ حکومت کے حکم کے نتیجہ میں انسان کلمہ توحید کو بھی مٹانے پر مجبور ہو جائے تو اس سے بڑا شرک اور کیا ہو سکتا ہے۔

جب ان باتوں کی طرف نگاہ جاتی ہے تو تاریخ اسلام کا ایک بڑا ہی عجیب واقعہ نظر کے سامنے آ جاتا ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ جب ایران کی حکومت نے بہت بڑا لشکر تیار کرنا شروع کیا تا کہ وہ عرب پر حملہ کر کے اسلام کو وہاں سے نیست و نابود کر دے اور یزدگرد جو بادشاہ تھا اس وقت کا کسریٰ اس نے رستم کے سپرد یہ کام کیا۔ وہی رستم جو اپنی پہلوانی میں ضرب المثل بن چکا ہے۔ اور بہت بڑا لشکر تیار کیا جا رہا تھا۔ اس بات کی اطلاع جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی خدمت میں بھجوائی تو حضرت عمرؓ نے جواباً یہ فرمایا کہ تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم ایک وفد بھجواؤ اس بادشاہ کے دربار میں اور اس کو ساری صورت حال سے آگاہ کرو اور بتاؤ کہ اسلام یہ چاہتا ہے اور جبراً جب اسلام کو مٹانے کی کوشش کی گئی تو ہم نے خدا تعالیٰ کی اجازت سے جوابی کارروائی کی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان علاقوں پر فتوحات عطا فرمائی ہیں اس لئے اسلام ایک امن کا مذہب ہے، خدا کی توحید کا علمبردار مذہب ہے، تمہیں بے وجہ اس سے دشمنی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال وہ وفد بھجوایا گیا جس میں ایک روایت کے مطابق عاصم بن عمرو اس کے سربراہ تھے اور اُن کے ساتھ نعمان بن مقرنؓ اور اشعث بن قیسؓ اور قیس بن زرارہؓ اور عمرو بن معدیکرب وغیرہ یہ سب اس وفد میں شامل تھے۔ کسریٰ کے دربار میں جب یہ وفد پہنچا اور گفت وشنید شروع ہوئی تو شروع میں کسریٰ، یزدگرد نے بہت ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی اور کہا کہ تمہارا بد انجام ہوگا اسی طرح ہوگا جس طرح اس سے پہلے عرب کے جاہل قبائل کا ہوتا رہا ہے اور تمہیں اپنی تاریخ سے واقفیت ہوگی کس طرح بار بار ہم سے پہلے کسراؤں نے ایسے جاہل باغیوں کو شدید سزائیں دیں ہیں تم تو اپنی عاقبت کا فکر اور ہوش کرو اور ان باتوں سے باز آجاؤ اور ہم تمہیں اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ تم پر ہم ایک نرم دل بادشاہ مقرر کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ اگر تم ہماری شرطیں مانتے ہو تو ہم ایک نرم دل بادشاہ تمہیں دیں گے جو تمہارا ہر طرح سے خیال رکھے گا اور اگر تم بھوکے ہو تو ہم تمہیں روزی کا سامان بھی مہیا کر دیتے ہیں اگر تم ننگے ہو تو ہم تمہیں کپڑے دے دیں گے لیکن یہ جو سلطنت بنالی ہے اسلام کے نام پر اس کا خیال دل سے مٹادو۔ یہ سلطنت اب ہمارے دامن میں نہیں رہ سکتی۔

جواب میں ان میں سے ایک نمائندے نے کہا، عاصم بن عمرو تو نہیں تھے وہ ایک دوسرے نمائندہ تھے، قیس بن زرارہ۔ انہوں نے اجازت لی کہ میں جواب دیتا ہوں انہوں نے کہا کہ بات یہ ہے کہ ہم تو یہ پاک دین رکھتے ہیں اور تم نے جو باتیں بھی اہل عرب کے متعلق بیان کی ہیں ان سب کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن وہ زمانے گئے جس زمانے میں عرب جاہل اور بدو ہوا کرتے تھے اور ہوائے نفس کی خاطر لڑا کرتے تھے۔ اب تو ایک عظیم روحانی انقلاب آچکا ہے اب ہم وہ لوگ نہیں رہے اس لئے تم ہوش کرو اور سمجھو کہ کن لوگوں سے مخاطب ہو اب تو ہم میں خدا کا ایک ایسا پیغمبر ظاہر ہو چکا ہے جس نے ہماری کایا پلٹ دی ہے۔ اس لئے ہم وہ قوم نہیں ہیں جس کو تم سمجھ کے آج

ذلیل اور رسوا کرنا چاہتے ہو۔ ایک نئی قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ فتوحات پر فتوحات عطا فرماتا ہے۔ اس لئے اپنی عاقبت کا فکر کرو بجائے اس کے کہ ہماری عاقبت کے بارہ میں پریشان ہو۔ مورخین کہتے ہیں کہ یہ جواب سُن کے غصہ سے کچھ دیر تو وہ کانپتا رہا اور اپنے ہونٹ چباتا رہا اور کوئی جواب نہیں نکلتا تھا غصہ کی شدت کے نتیجہ میں۔ آخر اس نے اپنے ایک ملازم کو کہا کہ مٹی کی ایک ٹوکری بھر کے لاؤ اور جب مٹی کی ٹوکری دربار میں پہنچی تو اس نے ان کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ سنو! اپنے امیر سے یا جو بھی اس کو تم کہتے ہو اسکو جا کر میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اگر تاریخ ایران اس بات کی مانع نہ ہوتی اور میرے آباؤ اجداد کی عزت کا سوال نہ ہوتا جنہوں نے کبھی کسی سفیر کو قتل نہیں کیا تو میں ان سب کو قتل کروا دیتا لیکن چونکہ مجھے اپنے آباؤ اجداد کی روایات کی عظمت کا احترام ہے اس لئے میں یہ فعل نہیں کروں گا لیکن تمہارے مقدر میں اس مٹی کے سوا اور کچھ نہیں ہے جو تمہیں میں بھجوا رہا ہوں اور جہاں تک تمہارے انجام کا تعلق ہے اس کے بعد کیا ہونے والا ہے تو میں رستم کو تمہاری سرکوبی کے لئے بھجواؤں گا اور وہ تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کرے گا اور عرب کی سرزمین کو سابور کی طرح پامال کر دے گا اور وہاں سے زندگی کا نام ونشان مٹا دے گا۔ یہ میرا جواب ہے تم یہ جواب لے کر روانہ ہو جاؤ۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ عمرو بن معدیکرب نے اس ٹوکرے سے مٹی اپنی چادر میں اُلٹ دی تا کہ آسانی کے ساتھ پھر اس سے سفر ہو سکے اور وہ مٹی لے کر نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے اور یہ کہتے چلے گئے کہ الحمد للہ کہ کسریٰ نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی سرزمین ہمارے سپرد کر دی ہے۔ پہلے تو کسریٰ کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ پاگل کیسے ہیں اور اس نے یہی کہا رستم کو مخاطب کر کے کہ میں نے عربوں سے زیادہ وحشی اور پاگل لوگ کبھی نہیں دیکھے۔ اتنا ذلیل ورسوا کر کے سر میں خاک ڈال کے میں ان کو بھجوا رہا ہوں اور یہ نعرے مارتے ہوئے اس طرح جا رہے ہیں جیسے ملک فتح کر لیا ہو۔ کیونکہ وہ مشرک لوگ تھے اور توہم پرست بھی تھے، رستم نے اس کو سمجھایا کہ بادشاہ! یہ بات نہیں ہے۔ وہ تو ایک اور فال نکال گئے ہیں اور وہ فال یہ نکالی ہے کہ تم نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی مٹی اُن کے سپرد کر دی ہے اپنی سرزمین ان کے حوالے کر دی ہے۔ اس بات پر وہ خوش ہو کر جا رہے ہیں، میں تو اُن کو بڑا زیرک پاتا ہوں۔ بعض روایتوں میں آتا ہے اس پر اس نے اُن کے پیچھے آدمی دوڑائے لیکن وہ سرپٹ گھوڑے اُن کے قابو نہ آئے اور وہ نکل چکے تھے۔ تو بسا اوقات جہالت میں ایک آدمی

ایسی بات بھی کر دیتا ہے جس کو وہ اپنا دشمن سمجھتا ہے اس کے لئے نیک فال ثابت ہوتی ہے۔

پس اگر ایک مٹی کا ٹوکرا ایک نیک فال بن سکتا ہے تو ہمارے سروں پر جو کلمہ کی حفاظت کا ٹوکرا رکھا گیا ہے یہ ذمہ داری ڈالی گئی ہے، اس سے بڑی نیک فال اور کیا ہوسکتی ہے۔ **خدا کی قسم! کسریٰ کی مٹی کو تو اس کلمہ کی حفاظت کی ذمہ داری کے مقابل پر کوئی بھی حیثیت حاصل نہیں، اس سے ہزاروں لاکھوں گنا بڑھ کر یہ نیک فال ہے ہمارے لئے کہ آج خدا کی تقدیر نے کلمہ کی حفاظت کا کام ہمارے سپرد کر دیا ہے، ہمارے سپرد کر دیا ہے اور ہمارے سپرد کر دیا ہے اور کلمہ کو مٹانے کی ناپاک اور منحوس ذمہ داری تمہارے اوپر ڈالی گئی ہے لیکن ہم یہ فیصلہ کر چکے ہیں اور خدا کی قسم ہمارا بوڑھا اور بچہ اور ہماری عورتیں اور جوان اور کم سن سارے اس عہد کے اوپر ہمیشہ پورے رہیں گے کہ کلمہ توحید کی ہم حفاظت کریں گے اور کلمہ توحید کو نہیں مٹنے دیں گے، نہ ظاہر میں نہ باطن میں۔ کوئی نہیں ہے جو کلمہ سے وابستگی کا حق ہم سے چھین سکتا ہو۔ ہم یہ پسند کریں گے کہ ہمارے وجود مٹا دیئے جائیں لیکن یہ پسند نہیں کریں گے کہ کلمہ توحید کو دنیا سے ناپید کیا جائے۔**

یہ تو ہماری پسند ہے لیکن خدا کی پسند اور ہے اور خدا کی پسند یہ ہے کہ کلمہ کی حفاظت میں اپنے نفسوں کو مٹانے والے، اپنے وجود کو ملیا میٹ کرنے والے کبھی دُنیا سے نہیں مٹائے جاتے اور ہمیشہ وہی لوگ مٹائے جاتے ہیں جو خدا کی توحید پر ہاتھ ڈالتے ہیں اور خدا کی توحید کو مٹانے کے درپے ہو جاتے ہیں۔ پس وہ تمہارا مقدر ہے اور یہ ہمارا مقدر ہے۔ لیکن پھر بھی ہمارے دلوں میں تمہارے لئے حسرات ہیں اور ہماری یہی دعا ہے کہ اے خدا! جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک دل کی دردناک آہوں پر نظر کر کے گناہوں کو ان رحمتوں کے بادلوں میں تبدیل کر دیا تھا جو مردہ بستیوں کی طرف روانہ ہوئے تھے ہواؤں کے دوش پر اور جنہوں نے رحمتوں کی اور زندگی کی بارشیں برسا دیں تھیں۔ اے خدا! ہم محمد مصطفیٰ کے عاجز غلاموں پر بھی ویسے ہی رحم کی نظر فرما۔ ہمارے دل کی آہوں کو بھی ہماری قوم کے لئے رحمتوں کے بادلوں میں تبدیل فرما دے۔ اس مردہ بستی کو ہمارے دل کے خون کا ہر قطرہ پھر زندہ کر دے اور سارا ملک کلمہ توحید کے ایسے نعروں سے گونج اٹھے جن کے مقدر میں کبھی مرنا نہ ہو اور ہمیشہ پھیلتے چلے جائیں اور تمام دُنیا پر یہ آواز غالب آتی چلی جائے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔